نظیؔر اکبر آبادی

(۱۷۳۵ء.........۱۸۳۰ء)

نظیؔر کا اصل نام ولی محمد ہے۔ آپ دِلّی میں پیدا ہوئے، مگر چوں کہ عمر کا زیادہ حصہ اکبر آباد میں گزارا، اس لیے اپنے نام کے ساتھ اکبر آبادی لکھتے تھے۔ بارہ بھائیوں میں صرف نظیر زندہ بچے، اس لیے ماں باپ کی آنکھوں کا تارا تھے۔ احمد شاہ ابدالی کے حملے کے وقت اپنی ماں اور نانی کو ساتھ لے کر آگرہ پہنچے اور تاج محل کے قریب مکان میں رہنے لگے۔ نظیر کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ملتیں، تاہم وہ عربی، فارسی، ہندی اور ہندوستان کی کئی دوسری زبانیں جانتے تھے۔ ان کا مزاج قلندرانہ تھا۔ اسی مزاج کی وجہ سے وہ درباروں سے دُور رہے۔ نواب سعادت علی خان نے انھیں لکھنؤ بلوایا، وہ نہ گئے۔ اسی طرح بھرت پور کے رئیس کی دعوت بھی ٹُھکرا دی۔ متھرا میں کُچھ عرصہ معلّم رہے مگر جلد ہی نوکری چھوڑ کر آگرہ آ گئے اور سترہ روپے ماہوار پر لالہ بلاس رام کے بچّوں کے اتالیق ہو گئے۔ نظیؔر نے طویل عمر پائی۔ آخری عمر میں فالج کے عارضے میں مبتلا ہوئے اور اسی بیماری کے باعث انتقال کیا۔

نظیؔر اکبر آبادی نے میرؔ و سوداؔ، ناسخؔ و آتشؔ اور انشاؔ و جرأتؔ کا زمانہ دیکھا، مگر اپنی آزاد طبیعت کے باعث سب سے الگ رہے۔ اُن کی شاعری عوامی ہے۔ انھوں نے اپنے قرب و جوار کے ماحول، اپنے عہد کے رسم و رواج اور تہذیب و تمدن کو بڑی عمدگی کے ساتھ اپنی شاعری میں ڈھالا ہے۔ انھوں نے شعر و سخن کے لیے ایسے موضوعات کا انتخاب کیا، جن کا تعلق براہِ راست عوامُ النّاس، بالخصوص غریب اور مفلس طبقے سے تھا۔ ان کی نظموں میں مناظرِ فطرت، مذہبی تہوار، سماجی رسوم، میلوں ٹھیلوں، جانوروں حتّٰی کہ پھلوں اور سبزیوں کا جا بجا ذکر دکھائی دیتا ہے۔ انھوں نے اُردو نظم گوئی کے دامن کو وسیع کیا۔

انھوں نے طویل اخلاقی اور اصلاحی نظمیں لکھیں۔ ان کے علاوہ مناظرِ فطرت، موسموں اور تہواروں پر ان کی نظمیں پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ نظمیں ان کے غیر معمولی مشاہدے اور زندگی کے گہرے تجربوں کی عکاس ہیں۔ نظیؔر کی زبان عام فہم اور سادہ ہے۔ اُن کی شاعری کا ضخیم کلیات اُردو ادب میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

نظیؔر اکبر آبادی

برسات کی بہاریں

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو نظمیہ شاعری میں منظر نگاری کے انداز اور اُسلوب سے آگاہ کرنا۔
۲۔ نظیؔر اکبر آبادی کے اُسلوبِ بیان سے روشناس کرانا۔
۳۔ اُردو نظم کے ارتقا میں نظیؔر اکبر آبادی کے کردار سے متعارف کرانا۔
۴۔ طلبہ کو مخمس کی ہیئت کا تعارف کرانا۔

ہیں اس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہاریں
سبزوں کی لہلہاہٹ، باغات کی بہاریں
بُوندوں کی جھمجھاہٹ، قطرات کی بہاریں
ہر بات کے تماشے، ہر گھات کی بہاریں
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

بادل ہوا کے اوپر ہو مست چھا رہے ہیں
جھڑیوں کی مستیوں سے دُھومیں مچا رہے ہیں
پڑتے ہیں پانی ہر جا جل تھل بنا رہے ہیں
گلزار بھیگتے ہیں سبزے نہا رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

ہر جا بچھا رہا ہے سبزہ ہرے بچھونے
قدرت کے بچھ رہے ہیں ہر جا ہرے بچھونے
جنگلوں میں ہو رہے ہیں پیدا ہرے بچھونے
بچھوا دیے ہیں حق نے کیا کیا ہرے بچھونے
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

سبزوں کی لہلہاہٹ، کچھ ابر کی سیاہی
اور چھا رہی گھٹائیں سرخ اور سفید کاہی
سب بھیگتے ہیں گھر گھر لے ماہ تا بہ ماہی
یہ رنگ کون رنگے تیرے سوا الٰہی!
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

کیا کیا رکھے ہے یا رب، سامان تیری قدرت
بدلے ہے رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سب مست ہو رہے ہیں پہچان تیری قدرت
تیتر پُکارتے ہیں سُبحان تیری قدرت
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

(کلیاتِ نظیرؔ)

مشق

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) پہلے بند میں کون سے قافیے استعمال ہوئے ہیں؟
(ب) تیسرے بند میں موجود ردیف کی نشاندہی کریں۔
(ج) چوتھے بند میں کون سا لفظ بطور ردیف استعمال ہوا ہے؟
(د) تیتر اللہ تعالیٰ کی عظمت کیسے بیان کرتے ہیں؟
(ہ) گلزار کے بھیگنے اور سبزے کے نہانے سے کیا مراد ہے؟

۲۔ شاعر نے نظم ''برسات کی بہاریں'' میں برسات کے جو مناظر بیان کیے ہیں، اُن کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۳۔ ''قدرت کے بچھ رہے ہیں ہر جا ہرے بچھونے'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

۴۔ اِعراب کی مدد سے تلفّظ واضح کریں۔

برسات، لہلہاہٹ، گلزار، سبحان، جھجھاہٹ

۵۔ مذکر اور مؤنث الفاظ کی نشاندہی کریں۔

ہوا، بادل، بہار، برسات، سبزہ، قدرت، گلزار، رنگ، تیتر، گھٹا

۶۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
سبزہ	سیاہی
بوندیں	بچھونے
بادل	سہانی
پانی	ماہی
ہرے	جل تھل
تیتر	مست
ماہ	جھمجھماہٹ
ابر	لہلہاہٹ

۷۔ جس نظم کے ہر بند میں ایک ہی مصرع بار بار دُہرایا جائے اُسے ”ٹیپ کا مصرع“ کہتے ہیں۔اس نظم میں ٹیپ کے مصرع کی نشان دہی کریں۔

۸۔ نظم ”برسات کی بہاریں“ کا خلاصہ تحریر کریں۔

۹۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

لہلہاہٹ، جل تھل، گلزار، گھٹائیں، ماہ تا بہ ماہی

تشبیہ:

کسی چیز کو کسی خاص وصف کی وجہ سے کسی دوسری چیز کی مانند یا اُس جیسا قرار دینا، تشبیہ کہلاتا ہے، جیسے خوبصورت چہرے کو پھول کی مانند قرار دینا۔ارکانِ تشبیہ پانچ ہیں۔پہلی چیز کو مشبہ، دوسری چیز کو مشبہ بہ اور دونوں کے درمیان مشترک خوبی یا صفت کو وجۂ شبہ کہتے ہیں۔حرفِ تشبیہ اور غرضِ تشبیہ بھی تشبیہ کے ارکان ہیں۔تشبیہ کا مقصد عام چیز کی خوبی کو واضح کرنا اور اس کی وضاحت کرنا ہے۔تشبیہ سے بات میں خوب صورتی پیدا ہوتی ہے اور بیان دل چسپ ہو جاتا ہے۔

تشبیہ کی مثالیں دیکھیں:

(الف) اس کے دانت موتیوں کی طرح سفید ہیں۔

(ب) اس کے لب پھول کی طرح نازک ہیں۔

(ج) اس کا دل پتھر کی طرح سخت ہے۔

(د) اس کا قد سرو کی طرح لمبا ہے۔

(ہ) وہ لومڑی کی طرح چالاک ہے۔

ان مثالوں میں دانت، لب، دل، قد اور وہ (کوئی شخص) مشبہ ہیں جب کہ موتی، پھول، پتھر، سرو اور لومڑی مشبہ بہ۔ ان مثالوں میں بالترتیب سفیدی، نازکی، سختی، لمبائی اور چالاکی تشبیہ کی وجوہات یا وجہِ شبہ کی مثالیں ہیں۔ حرفِ تشبیہ ایسے لفظ یا الفاظ کو کہتے ہیں جو مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان رابطہ پیدا کرتے ہیں جیسے: کی مانند، کی طرح، کی صورت، جیسا، سا، وغیرہ۔ غرضِ تشبیہ سے مراد وہ مقصد یا سبب ہے جس کے لیے تشبیہ کا سہارا لیا گیا ہے۔

سرگرمیاں:

۱۔ اس نظم کے علاوہ کوئی اور ایسی نظم تلاش کریں جو مخمس کی شکل میں ہو۔ اُسے اپنی کاپی میں لکھیں۔

۲۔ آپ کون کون سے خوش آواز پرندوں کے بارے میں جانتے ہیں؟ ان کے نام لکھیں۔

۳۔ ''برسات'' کے موضوع پر طلبہ کے درمیان مضمون نویسی کا مقابلہ کرایا جائے۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ طلبہ کو نظیر اکبر آبادی اور ان کی عوامی شاعری کا مختصر تعارف کرائیں۔

۲۔ طلبہ کو بتایا جائے کہ مخمس ایسی نظم کو کہتے ہیں، جس کے ہر بند کے پانچ مصرعے ہوں۔

۳۔ طلبہ کو مخمس کے علاوہ نظم کی چند دیگر نمایاں ہیئتوں کے بارے میں بتائیں۔

۴۔ یہ نظم منظر نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ طلبہ کو منظر نگاری کے متعلق تفصیل سے بتائیں۔